مِرقاةُ التّجوید

مصنّفہ

حضرت مولانا قاری احمد اللہ صاحب قاسمی بھاگلپوری

صدر شعبۂ تجوید و قراءت جامعہ اسلامیہ تعلیم الدین ڈابھیل گجرات

معہد القرآن الکریم

محمود نگر، ڈابھیل، گجرات، الہند

تفصیلات

نام کتاب :

مؤلف (حضرت مولانا قاری) **احمد اللہ صاحب قاسمی**
رئیس کلیۃ التجوید والقراءات، جامعہ اسلامیہ ڈابھیل (گجرات)
ومؤسس جامعہ فرقانیہ سبیل السلام کرنپور، بھاگلپور، بہار

خطاط : طارق بن ثاقب

ایڈیشن : سولہواں ایڈیشن

صفحات : ۵۶

تعداد : (۲۰۰۰)

سن طباعت : ۱۱/محرم الحرام ۱۴۴۳ھ مطابق ۲۱/اگست ۲۰۲۱ء

ناشر

معھد القرآن الکریم

محمود نگر ڈابھیل، گجرات، الہند

فہرست

عرضِ مؤلف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد لولیہ والصلوٰۃ علیٰ نبیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وائمۃ دینہ

تلامذہ احباب کی عرصہ سے یہ خواہش تھی کہ یہ ناچیز تجوید وقرات کے عنوان پر کوئی رسالہ ترتیب دے۔ مگر اپنی نااہلی اور درسی مصروفیات مانع رہیں۔ مگر ہمارے برادرِ اکبر حضرت مولانا سیف اللہ صاحب سابق ناظم کتب خانہ جمعیۃ علماء ہند اور رفیق محترم حضرت مولانا ابراہیم صاحب پٹنی زید مجدہم استاذ حدیث جامعہ اسلامیہ ڈابھیل کے بار بار توجہ دلانے اور عزیزی مولوی قاری اشرف علی صاحب کوکنی سابق مدرس تجوید جامعہ ڈابھیل کے پیہم اصرار نے رسالہ مرقاۃ التجوید کی ترتیب پر مجبور کر دیا۔ رسالہ کی ترتیب سے قبل یہ خیال آیا کہ اس رسالہ میں قواعد تجوید سے پہلے قرآن مجید اور صاحبِ قرآنِ مجید کے فضائل پر مشتمل مضامین بھی درج کیے جائیں۔ چنانچہ بفضلہ تعالیٰ رسالہ اسی انداز پر مرتب ہو گیا مگر رسالہ دقیق ہو گیا اور ضخامت بھی بڑھ گئی اسلیئے رسالہ کو تلخیص واختصار کے دو مرحلوں سے گزرنا ہوا۔ یہی وجہ ہے کہ کتابت وطباعت میں خاصی تاخیر ہو گئی رسالہ کی تلخیص واختصار اور مسودہ کے نقل میں عزیزی قاری یوسف سلمہٗ وانکانیری مدرس تجوید جامعہ ڈابھیل کی محنت قابلِ ذکر ہے۔ اسی طرح عزیز محترم مولوی طارق بن ثاقب جو خاندانی اور ملک کے معروف خطاط ہیں موصوف نے دیدہ زیب کتابت فرمائی نیز عزیزِ محترم مولانا قاری عبد الرؤف صاحب سلمہٗ مدرس تجوید وقرات دار العلوم دیوبند اور عزیزی مولوی قاری ولی اللہ سلمہٗ مدرس جامعہ فرقانیہ سبیل السلام کرن پور کی محنت بھی ناقابلِ فراموش ہے کہ ان دونوں عزیزوں نے خصوصی توجہات سے اپنے زیرِ نظم کتابت کے مرحلے کی تکمیل کرائی کتابت کے بعد رسالہ جب چند بار میری نظروں سے گزرا تو میں نے مختلف

جگہوں پر ترمیم و تنسیخ کی ضرورت محسوس کی مگر دیگر مشاغل کی وجہ سے یہ کام موقوف ہوگیا، اور طباعت میں مزید تاخیر ہوگئی بالآخر عزیزی مولوی قاری صلاحُ الدّین سلمہ مالیگانوی معاون مدرس تجوید جامعہ ڈابھیل کو اس کی فکر ہوئی اور ان کا اصرار ہوا کہ اب رسالہ کی طباعت ضروری ہے ورنہ کتابت خراب ہوجائے گی اور پھر وہ اپنے ساتھی عزیزی قاری یحییٰ سلمہ، معاون مدرس تجوید جامعہ ڈابھیل کی معیت میں دارالعلوم کنتھاریہ جاکر وہاں کے خطّاط عزیز محترم مولوی نورالدّین صاحب بھاگلپوری سے ترمیم شدہ اکثر مقامات کی کتابت کرائی اور بعض جگہوں پر عزیزی مولوی جاوید صاحب سلمہ جمشید پوری مدرس دارالعلوم فلاحِ دارین ترکیسر سے کرائی مولوی جاوید سلمہ نے سرورق کی کتابت کرکے مزید احسان فرمایا۔ تحسین و تزئین میں عزیز محترم مولانا قاری صدیق صاحب مدرس اول شعبۂ تجوید و قرارات دارالعلوم فلاحِ دارَین ترکیسر مولوی جاوید سلمہ، کے مشیر کار رہے جسوقت رسالہ کی ترتیب کا ارادہ اور اس کا علم عزیزی مولوی قاری اسماعیل درویش سلمہ افریقی کو ہوا تو عزیز موصوف نے بغیر کسی ترغیبُ و طلب کے ایک معتد بہ رقم پیش فرماکر تعاون فرمایا۔ رسالہ جب ان تمام مرحلوں سے گزرتا ہوا طباعت کی منزل پر پہنچا تو عزیز القدر قاری اسمٰعیل بسم اللہ سلمہ، صدر مدرس مدرسہ اسلامیہ صوفی باغ سورت نے اسلم بھائی کے کاغذی پریس سورت میں طباعت کا نظم فرمایا اور مزید دیکھ ریکھ کیلیے عزیزی قاری مظہر سلمہ، مدرسِ تجوید مدرسہ صوفی باغ کو شریکِ کار بنایا۔ رفیقِ محترم حضرت مولانا مفتی احمد خانپوری صاحب زید مجدہم رئیس المفتی جامعہ اسلامیہ ڈابھیل سے ہمیشہ ہمارے اچھّے مراسم رہے ہیں میں نے دوستانہ حیثیت سے رسالہ کا تذکرہ کیا تو موصوف میری قیامگاہ پر تشریف لائے اور مسودہ کو بڑی دلچسپی کے ساتھ ملاحظہ فرمایا اور اسکی تسہیل نیز الفاظ کی نشست و برخواست کے سلسلہ میں مفید مشورے دیے۔ میں مولانا موصوف کا اور اپنے ان تمام احباب، بزرگوں اور عزیزوں کا بصمیم قلب ممنون و مشکور ہوں اور دعاگو ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان تمام حضرات کو اپنی شایانِ شان بدلہ عطا فرماکر اپنی مرضیات سے نوازیں آمین یاربّ العٰلمین

المؤلف : احمد اللہ القاسمی

۱۸/۱۱/۱۶۱۲ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَحْدَہٗ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ لَّا نَبِیَّ بَعْدَہٗ ۔

اَمَّا بَعْدُ!

آیتِ شریفہ وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِیْلًا کے بموجب قرآن مجید کو صحتِ الفاظ اور قواعدِ تجوید کی رعایت کرتے ہوئے پڑھنا ضروری اور اس کا اہم ترین اور اولین حق ہے، اسی اہمیت کے پیشِ نظر بتوفیقہٖ تعالیٰ ابتدائی درجات کے متعلمین کے لئے مختصراً قرآن پاک پڑھنے پڑھانے کے فضائل اور بروایتِ حفص عن عاصم بطریقِ شاطبیؒ تجوید ووقف کے قواعد بیان کیئے جاتے ہیں۔

فَھُوَ حَسْبِیْ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ ۔

قرآن مجید کی تعریف
اور
اُس کے نزول کا مقصد

جاننا چاہیئے کہ قرآنِ کریم اللہ تعالیٰ کا ذاتی اور ابدی کلام ہے۔ جس کو اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے سیّد الملائکہ حضرت جبرئیل اَمین کے ذریعہ اپنے پیغمبر سید الانبیاء والمرسلین خاتم النبیّین شفیع الاُمم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے قلبِ اطہر پر عربی زبان میں انسانوں کی ہدایت کے لئے نازل فرمایا ہے۔ قرآنِ پاک کو نازل ہوئے چودہ سو ۱۴۰۰ سال سے زیادہ کا عرصہ گزر رہا ہے، اس وقت سے لے کر آج تک اس کا ایک ایک حرف اپنی کیفیّتِ ادا کے ساتھ محفوظ چلا آرہا ہے۔

قرآن پاک کا پڑھنا پڑھانا رضائے الٰہی کا ایک بہترین ذریعہ ہے

عباداتِ مفروضہ کے بعد رضائے الٰہی اور باری تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کا عمدہ ذریعہ قرآنِ کریم کا سیکھنا سکھانا اور اس کا پڑھنا پڑھانا ہے۔ قرآنِ کریم کے پڑھنے پر ہر حرف کے بدلے دس دس نیکیاں ملتی ہیں۔

حدیث پاک میں فرمایا گیا ہے "سب سے بہتر وہ شخص ہے جو قرآن کو پڑھتا اور پڑھاتا ہے"۔

قبر کی تاریکیوں میں قرآنِ کریم صاحبِ قرآن

کیلئے روشن چاند بن کر آئے گا

قبر کے ہولناک اور ہیبت ناک حالات میں جب کہ انسان حیران و پریشان ہوگا تو اس وقت قرآن پاک اس کے لیئے روشن چاند بن کر اس کے سامنے آئے گا، اور پھر اس وقت وہ قبر اس کے لیئے ایک تاریک و تنگ اور خوفناک گڑھے کے بجائے عمدہ باغ اور آرام گاہ بن جائے گی۔

صاحبِ قرآن اور ان کے والدین کا اعزاز

قرآن کریم کی وجہ سے صاحب قرآن اور ان کے والدین کو عزت و کرامت کا تاج اور لباس پہنایا جائے گا، اور جنت میں قاریٔ قرآن کو ایسے اعلیٰ درجات حاصل ہوں گے کہ دوسرے لوگ انھیں تعجّب بھری نگاہوں سے دیکھا کریں گے۔

قرآن پاک کی شفاعت اور اس پر اللہ تعالیٰ کا راضی ہوجانا

بہت بڑی دولت ہے

قیامت کے دن قرآن کریم اپنے پڑھنے پڑھانے والوں کی شفاعت کرے گا۔ یہی نہیں بلکہ اپنے حبیب اور دوست کے لیئے اللہ تعالیٰ کو خوش کرنے

اور راضی کرنے کے لیئے بار بار درخواست کرے گا، اور پھر اللہ تعالیٰ ان سے اپنی رضامندی کا اعلان فرمادیں گے، اور پروردگارِ عالم کا راضی ہوجانا ہی ایسی عظیم نعمت اور اتنی بڑی دولت ہوگی جو جنّت کی تمام نعمتوں سے بڑھ کر ہوگی۔

وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ اَكْبَرُ

قرآن مجید دربارِ الٰہی میں اپنے پڑھنے والوں کی شکایت بھی کرے گا۔

قرآن مجید کا اپنے پڑھنے پڑھانے والوں کے ساتھ وہ حسنِ سلوک جس کا ابھی اوپر ذکر ہوا یہ سب اسی وقت ہوگا جب کہ کلامِ الٰہی کے حقوق ادا کیئے جائیں گے، اگر ہم نے قرآن مجید کے حقوق ادا نہیں کیئے اور نہ ہی اس کی طرف توجہ کی اور پھر بھی ہم یہ امید رکھیں کہ قرآن مجید کی وجہ سے ہماری نجات ہوگی، اور قرآن پاک ہماری سفارش اور شفاعت کرے گا، اور ہمیں وہ سب انعامات خداوندی عطاء کیئے جائینگے جو قرآن کریم کے پڑھنے پڑھانے والوں کے لیئے موجود ہیں، تو یہ ہماری خوش فہمی اور بھول ہے۔ ہمیں یہ بات یاد رکھنی چاہیئے کہ جس طرح قرآن پاک اس کے حقوق ادا کرنے والوں کی شفاعت کرے گا، اسی طرح وہ ان لوگوں کی شکایت بھی کرے گا جو لوگ اس کی حق تلفی کریں گے، اور جس طرح قرآن پاک کی شفاعت سنی جائیگی، اسیطرح اسکی شکایت بھی سُنی جائیگی۔ کل قیامت کے دن جبکہ ہم قرآن کریم کی شفاعت کے متمنّی ہوں گے اور خدانخواستہ اس دن بجائے شفاعت کے اگر قرآن مجید نے ہماری شکایت کی تو اس وقت کیا حشر ہوگا؟

اس لیئے ہر قرآن پڑھنے والے کا بلکہ ہر مسلمان کا فرض ہے کہ وہ قرآن مجید کے حقوق ادا کرنے کی فکر کرے۔

قرآن پاک کے دو حقوق ہیں

حقوقِ معنوی اور حقوقِ لفظی

(۱) — حقوق معنوی کا مطلب تو یہ ہے کہ ہمارا ہر عمل قرآنی احکام کے مطابق ہو۔

(۲) — حقوقِ لفظی کے معنیٰ یہ ہیں کہ قرآن مجید کے الفاظ اور اس کے حروف کو صحیح صحیح پڑھا جائے یعنی اس طرح پڑھنا جس طرح رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھا اور صحابۂ کرام رضؓ کو پڑھایا تھا، اسی طریقۂ قرارت اور ادائے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا نام تجوید ہے۔

تجوید کے معنیٰ

تجوید کے معنیٰ دراصل عمدہ کرنے اور اچھا کرنے کے ہیں۔ لیکن علمائے مجوّدین نے اُمّت مسلمہ کی آسانی کے لئے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقۂ قرارت کو جو بلاشبہ عمدہ اور نزولِ قرآن کے مطابق تھا مدوّن کر کے قواعد کی شکل دے دی ، اس لئے تجوید اب ایک مستقل اصطلاح بن چکی ہے۔ چنانچہ جب تجوید کا لفظ بولا جاتا ہے تو اس سے اصطلاحی معنیٰ کی طرف ذہن منتقل ہو جاتا ہے۔

تجوید کی اصطلاحی تعریف

مجوّدین کی اصطلاح میں قرآن مجید کے ہر حرف کو اپنے مخرج اور جملہ صفات کے ساتھ ادا کرنے کو تجوید کہتے ہیں۔

حرفوں کا بیان اور اُن کی قسمیں

حروفِ قرآنیہ دُو قسم کے ہیں ایک کو حروفِ ہجائیہ اور دوسرے کو حروفِ مقطعات کہتے ہیں۔

حروفِ ہجائیہ

حروف ہجائیہ وہ حروف ہیں جن سے قرآن کریم کے الفاظ اور کلمات بنائے گئے ہیں۔ حروفِ ہجائیہ انتیس ۲۹ ہیں اور ہر ایک کا نام بھی جُدا جُدا ہے اور صورت و آواز بھی ایک دوسرے سے ممتاز ہے۔

اسماءِ حروفِ ہجائیہ

عربی زبان میں حروفِ ہجائیہ کے نام اس طرح ہیں :۔ ہمزہ ، بار ، تار ، ثار ، جیم ، حار ، خار ، دال ، ذال ، رار ، زار ، سین ، شین ، صاد ، ضاد ، طار ، ظار ، عین ، غین ، فار ، قاف ، کاف ، لام ، میم ، نون ، ہار ، واو ، الف ، یار ۔

حرُوفِ ہجائیہ کی صوُرتیں

ہمزہ کے علاوہ تمام حروفِ ہجار کی اپنی ایک مستقل صورت ہے اور وہ یہ ہے۔ ب، ت، ث، ج، ح، خ، د، ذ، ر، ز، س، ش، ص، ض ط، ظ، ع، غ، ف، ق، ک، ل، م، ن، ہ، و، ا، ی

حروفِ ہجائیہ میں سے ہمزہ ایک ایسا حرف ہے جس کی مستقل کوئی صورت نہیں، بلکہ مقررہ قواعد کے مطابق وہ کبھی بصورتِ الف اور کبھی بصورتِ واو اور کبھی بصورتِ یاء لکھا جاتا ہے، البتہ متاخرین علمار نے تینوں ہی صورتوں میں عین کا سِرا لکھنے کا طریقہ ایجاد کیا ہے تاکہ قواعد نہ جاننے والوں کو سمجھنے میں آسانی ہو۔

مثلاً: ءَاَنْذَرْتَهُمْ۔ مَاْكُوْلٍ، مُؤَجَّلًا۔ يُؤْمِنُوْنَ، اُولٰٓئِكَ۔ بِئْسَ۔

پہلی دو مثالیں مرسوم بالالف کی، دُوسری دو مثالیں مرسوم بالواؤ کی، اور تیسری دو مثالیں مرسوم بالالف اور مرسوم بالیار کی ہیں۔ مرسوم - لکھا ہوا

حرُوفِ مقطّعَات

حروفِ مقطعات وہ حروف ہیں جو قرآن پاک کی انتیس [۲۹] سورتوں کے شروع میں آئے ہیں۔ حروف مقطعات مرکب یعنی الفاظ اور کلمات کی شکل میں نہیں پڑھے جاتے ہیں، بلکہ مفرد طریقے پر فقط حروفِ ہجار کے نام بولے جاتے ہیں۔

حروفِ مقطّعات کی قسمیں

شمار کے اعتبار سے حروفِ مقطعات کی پانچ قسمیں ہیں:۔
اُحادی، ثُنائی، ثُلاثی، رُباعی اور خُماسی۔

① **اُحادی** : ایک حرفی حروفِ مقطعات کو اُحادی کہتے ہیں۔
حروفِ مقطعات اُحادی تین ہیں: صٓ، سورۂ صٓ میں، قٓ سورۂ قٓ میں نٓ، سورۂ نٓ میں۔

② **ثُنائی** : دو حرفی حروفِ مقطعات کو ثُنائی کہتے ہیں۔
حروفِ مقطعات ثُنائی چار ہیں۔ جو نو سورتوں کے شروع میں آئے ہیں۔ طٰہٰ سورۂ طٰہٰ میں طٰسٓ سورۂ نمل میں۔ یٰسٓ سورۂ یٰسین میں، حٰمٓ سورۂ غافر، سورۂ فصّلت، سورۂ زخرف، سورۂ دخان، سورۂ جاثیہ اور سورۂ احقاف میں۔

③ **ثُلاثی** : تین حرفی حروفِ مقطعات کو ثُلاثی کہتے ہیں۔
حروفِ مقطعات ثُلاثی تین ہیں: جو تیرہ سورتوں کے شروع میں آئے ہیں۔

(الف) الٓمٓ، سورۂ بقرہ، سورۂ آل عمران، سورۂ عنکبوت سورۂ رُوم، سورۂ لقمان اور سورۂ سجدہ میں۔

(ب) الٓرٰ، سورۂ یونس، سورۂ ہود، سورۂ یوسف، سورۂ ابراہیم اور سورۂ حجر میں۔

(ج) طٰسٓمٓ ۔ سورۂ شعراء اور سورۂ قصص ہیں۔

(۴) رُباعی: چار حرفی حروفِ مقطعات کو رباعی کہتے ہیں۔

حروف مقطعات رباعی دو ہیں، جو دو سورتوں کے شروع میں آئے ہیں

الٓمّٓصٓ سورۂ اعراف ہیں اور الٓمّٓرٰ سورۂ رعد ہیں۔

(۵) خُماسی: پانچ حرفی حروفِ مقطعات کو خماسی کہتے ہیں۔

حروف مقطعات خماسی دو ہیں جو دو سورتوں کے شروع میں آئے ہیں۔

کٓھٰیٰعٓصٓ سورۂ مریم ہیں، حٰمٓ عٓسٓقٓ سورہ شوریٰ ہیں۔

مخارج کا بیان

جس جگہ سے حرف ادا ہوتا ہے اس کو مخرج کہتے ہیں، کل مخارج چودہ ہیں۔ تیرہ حروف ہجائیہ کے اور ایک حرفِ غنہ کا۔ مخارج مخرج کی جمع ہے۔

ہمزہ کا مخرج ۔ اقصائے حلق جو سینہ کی طرف ہے۔

باء کا مخرج ۔ دونوں لبوں کی تری کا حصہ۔

تاء کا مخرج ۔ زبان کی نوک اور اوپر کے سامنے والے دونوں دانتوں کی جڑ۔

ثاء کا مخرج ۔ زبان کی نوک اور اوپر کے سامنے والے دونوں دانتوں کے کنارے۔

جیم کا مخرج ۔ بیچ زبان اور اس کے مقابل اوپر کا تالو۔

حاء کا مخرج ۔ حلق کا درمیانی حصّہ۔

خاء کا مخرج ۔ ادنائے حلق جو منہ کی طرف ہے۔

دال کا مخرج ۔ زبان کی نوک اور اوپر کے سامنے والے دونوں دانتوں کی جڑ۔

ذال کا مخرج ۔ زبان کی نوک اور اوپر کے سامنے والے دونوں دانتوں کے کنارے۔

راء کا مخرج ۔ زبان کا کنارہ (جو پشت زبان کے قریب ہے) اور اوپر کے دانتوں کے مسوڑھے۔

زاء کا مخرج ۔ زبان کی نوک جب کہ سامنے والے چار دانتوں کے کناروں کے درمیان رہے۔

سین کا مخرج ۔ زبان کی نوک جب کہ سامنے والے چار دانتوں کے کناروں کے درمیان رہے۔

شین کا مخرج ۔ بیچ زبان اور اس کے مقابل اُوپر کا تالو۔

صاد کا مخرج ۔ زبان کی نوک جب کہ سامنے والے چار دانتوں کے کناروں کے درمیان رہے۔

ضاد کا مخرج ۔ زبان کی کروٹ اور اوپر کی ڈاڑھوں کی جڑ۔

طاء کا مخرج ۔ زبان کی نوک اور اُوپر کے سامنے والے دونوں دانتوں کی جڑ۔

ظاء کا مخرج ۔ زبان کی نوک اور اوپر کے سامنے والے دونوں دانتوں کے کنارے۔

عین کا مخرج ۔ حلق کا درمیانی حصّہ ۔

غین کا مخرج ۔ ادنائے حلق جو منہ کی طرف ہے۔

فاء کا مخرج ۔ اوپر کے سامنے والے دونوں دانتوں کے کنارے اور نیچے کے لب کی تری کا حصّہ۔

قاف کا مخرج ۔ زبان کی جڑ اور اس کے مقابل اوپر کا تالو۔

کاف کا مخرج ۔ زبان کی جڑ اور اس کے مقابل اوپر کا تالو قاف کے مخرج سے ذرا مُنہ کی طرف ہٹ کر۔

لام کا مخرج ۔ زبان کا کنارہ اور اوپر کے دانتوں کے مسوڑھے۔

میم کا مخرج ۔ دونوں لبوں کی خشکی کا حصّہ۔

نون کا مخرج ۔ زبان کا کنارہ اور اوپر کے دانتوں کے مسوڑھے۔

ہاء کا مخرج ۔ اقصائے حلق جو سینہ کی طرف ہے۔

واو کا مخرج ۔ دونوں لب جب کہ بیچ کھلا رہ کر گول ہو جائیں۔

الف کا مخرج ۔ اقصائے حلق جو سینہ کی طرف ہے۔

یاء کا مخرج ۔ بیچ زبان اور اس کے مقابل اوپر کا تالو۔

حرفِ غنہ کا مخرج ۔ خیشوم یعنی ناک کا بانسہ۔

فائدہ — ① — جس غنہ کی مقدارِ زمانہ ایک الف ہوتی ہے اس کو حرفِ غنہ اور جسکی مقدارِ زمانہ ایک الف سے کم ہوتی ہے اس کو صفتِ غنہ کہتے ہیں۔

فائدہ — ② — یہ مذہب قراؔ اور ان کے متبعین کا ہے سیبویہ کے مذہب پر سولہ مخارج ہیں انہوں نے لام کا مخرج حافۂ لسان اس کے بعد نوؔن کا مخرج پھر راؔ کا مخرج کہا ہے، خلیلؒ کے نزدیک سترہ مخارج ہیں، انہوں نے لاؔم، نون، را کا مخرج سیبویہ کی طرح جدا جدا رکھا ہے اور حروف علّت جب کہ مدّہ ہوں تو ان کا مخرج جوف کہا ہے۔

صفات کا بیان

صفات صفت کی جمع ہے۔

صفت کی تعریف: جس کیفیت اور حالت سے حرف ادا ہوتا ہے اس کو صفت کہتے ہیں۔

صفت کی قسمیں

صفت کی ۲ دو قسمیں ہیں: صفتِ لازمہ اور صفتِ عارضہ
جو صفت حرف کے ساتھ ہمیشہ پائی جائے اس کو صفت لازمہ کہتے ہیں۔

صفت لازمہ کی ۲ دو قسمیں ہیں

صفت لازمہ متضادہ اور صفتِ لازمہ غیر متضادّہ۔

صفاتِ لازمہ متضادّہ کا بیان

جس صفت لازمہ کے مقابل کوئی دوسری صفت ہو اس کو صفتِ لازمہ متضادّہ کہتے ہیں۔

صفاتِ لازمہ متضادّہ آٹھ ہیں

ہمس، جہر، شدّت، رِخاوۃ، استعلاء، استفال، اطباق، انفتاح

ہمس[۱] :۔ حرف کی ایسی حالت اور کیفیت کو کہتے ہیں کہ جب اس کے

حروف کو ادا کیا جاتا ہے تو اس وقت مخرج میں سانس جاری رہتی ہے اور حرفوں کی آواز میں پستی ہوتی ہے جیسے یَلْهَثُ کی ثاء۔
ہمس کے حروف کو مہموسہ کہتے ہیں، حروفِ مہموسہ دس ہیں جو فَحَثَّهُ شَخْصٌ سَكَتَ میں جمع ہیں، ہمس کی ضد جہر ہے۔

جہر[۲]: حرف کی ایسی حالت اور کیفیت کو کہتے ہیں کہ جب اس کے حروف کو ادا کیا جاتا ہے تو اس وقت مخرج میں سانس رُک جاتی ہے اور حرفوں کی آواز میں بلندی ہوتی ہے، جیسے اَلْحَجُّ کا جیم۔
جہر کے حروف کو مجہورہ کہتے ہیں، حروفِ مجہورہ انیس ہیں، حروفِ مہموسہ کے علاوہ باقی سب حروف مجہورہ ہیں۔

شدّت[۳]: حرف کی ایسی حالت اور کیفیّت کو کہتے ہیں کہ جب اس کے حروف کو ادا کیا جاتا ہے تو اس وقت مخرج میں آواز رک جاتی ہے، اور حرفوں کی آواز میں سختی ہوتی ہے، جیسے شَدِیْدٌ کی دال، شدت کے حروف کو شدیدہ کہتے ہیں، حروفِ شدیدہ آٹھ ہیں، جو اَجِدُ قَطٍ بَکَتْ میں جمع ہیں۔ شدّت کی ضد رخاوۃ ہے۔

رِخاوۃ[۴]: حرف کی ایسی حالت اور کیفیت کو کہتے ہیں کہ جب اس کے حروف کو ادا کیا جاتا ہے تو اس وقت حرفوں کی آواز اپنی مخرج میں جاری رہتی ہے اور حرفوں کی آواز میں کمزوری ہوتی ہے۔ جیسے فَاصْبِرْ کا صاد۔
رخاوۃ کے حروف کو حروف رخوہ کہتے ہیں۔ حروف رخوہ سولہ[۱۶] ہیں۔
ماسوا حروف شدیدہ اور متوسّطہ کے باقی سب حروف رخوہ ہیں۔

شدّت اور رخاوۃ کے درمیان ایک اور صفت ہے جس کو توسّط کہتے ہیں۔

توسّط: حرف کی ایسی حالت اور کیفیت کو کہتے ہیں کہ جب اس کے حروف کو ادا کیا جاتا ہے تو اس وقت حرفوں کی آواز اپنے مخرج میں نہ تو شدت کی طرح پورے طور پر رکتی ہے اور نہ رخاوۃ کی طرح جاری رہتی ہے، بلکہ حرفوں کی آواز شدّت اور رخاوۃ کے درمیان رہتی ہے، جیسے اِدْفَعْ کی عین۔ توسّط کے حروف کو متوسّط کہتے ہیں، حروفِ متوسط پانچ ہیں، جو لِنْ عُمَر میں جمع ہیں۔

۵ استعلاء: حرف کی ایسی حالت اور کیفیت کو کہتے ہیں کہ جب اس کے حروف کو ادا کیا جاتا ہے تو اس وقت زبان کی جڑ کا اکثر حصہ تالو کی طرف بلند ہو جاتا ہے اور حرفوں کی آواز موٹی نکلتی ہے، جیسے خَالِدُوْنَ کی خاء۔

استعلاء کے حروف کو مستعلیہ کہتے ہیں، حروفِ مستعلیہ سات ہیں، جو خُصَّ ضَغْطٍ قِظْ میں جمع ہیں، استعلاء کی ضد استفال ہے۔

۶ استفال: حرف کی ایسی حالت اور کیفیت کو کہتے ہیں کہ جب اس کے حروف کو ادا کیا جاتا ہے تو اس وقت زبان کی جڑ کا اکثر حصہ تالو کی طرف بلند نہیں ہوتا، اور حرفوں کی آواز باریک نکلتی ہے، جیسے خَلَقَ کا لام۔

استفال کے حروف کو مستفلہ کہتے ہیں، حروفِ مستفلہ

بائیس[22] ہیں مستعلیہ کے ماسوا باقی سب حروف مستفلہ ہیں۔

اطباق: حرف کی ایسی حالت اور کیفیت کو کہتے ہیں کہ جب اس کے حروف کو ادا کیا جاتا ہے تو اس وقت وسط زبان کے اکثر حصہ کو تالو سے ملا دیا جاتا ہے اور حرفوں کی آواز بہت موٹی نکلتی ہے، جیسے مَطْلَعِ کی طاء، اطباق کے حروف کو مطبقہ کہتے ہیں، حروف مطبقہ چار ہیں، صاد، ضاد، طاء، ظاء۔ اطباق کی ضد انفتاح ہے۔

انفتاح: حرف کی ایسی حالت اور کیفیت کو کہتے ہیں کہ جب اس کے حروف کو ادا کیا جاتا ہے تو اس وقت زبان تالو سے بالکل نہیں ملتی اور حرفوں کی آواز باریک نکلتی ہے، جب کہ وہ مستعلیہ[1] کے حروف نہ ہوں، جیسے ظِلٍّ میں لام، انفتاح کے حروف کو منفتحہ کہتے ہیں، حروفِ منفتحہ پچیس ہیں۔

حروفِ مطبقہ کے ماسوا باقی سب حروف منفتحہ ہیں۔

صفاتِ لازمہ غیر متضادّہ کا بیان

جس صفتِ لازمہ کے مقابل کوئی دوسری صفت نہ ہو، اس کو صفتِ لازمہ غیر متضادّہ کہتے ہیں۔

---

[1] مطلب یہ ہے کہ انفتاح کے پچیس حرفوں میں سے خاء، غین اور قاف ایسے حروف ہیں جن میں استعلاء کی صفت بھی پائی جاتی ہے، اس لئے استعلاء کی وجہ سے یہ تینوں حروف پُر ہوں گے البتہ اطباق کی صفت نہ پائی جانے کی وجہ سے حروف مطبقہ کے مقابلہ میں یہ تینوں حروف کم پُر ہوں گے۔

صفاتِ لازمہ غیر متضادہ نو ہیں

قلقلہ، صفیر، تفشی، تکریر، انحراف، استطالہ، غنہ، مد، لین

قلقلہ: حرف کی ایسی حالت اور کیفیت کو کہتے ہیں کہ جب اس کے حروف کو ادا کیا جاتا ہے تو اس وقت مخرج میں جنبش ہو جاتی ہے اور حرفوں کی آواز (مثل گیند کے) مخرج میں لوٹ جاتی ہے، جیسے خَلَقْتَنِیْ میں قاف

قلقلہ کے حروف کو مقلقلہ کہتے ہیں، حروفِ مقلقلہ پانچ ہیں، جو قُطْبُ جَدٍّ میں جمع ہیں۔

صفیر: حرف کی ایسی حالت اور کیفیت کو کہتے ہیں کہ جب اس کے حروف کو ادا کیا جاتا ہے تو اس وقت حرفوں کی آواز تیز مثل سیٹی کے نکلتی ہے، جیسے اَلزَّكٰوةَ کی زاء۔

صفیر کے حروف کو صفیریہ کہتے ہیں۔ حروفِ صفیریہ تین ہیں۔ زاؔ، سیؔن، صاؔد۔

تفشی: حرف کی ایسی حالت اور کیفیت کو کہتے ہیں کہ جب اس کے حرف کو ادا کیا جاتا ہے تو حرف کی آواز منہ میں پھیل جاتی ہے۔

تفشی کے حرف کو متفشی کہتے ہیں، یہ صفت صرف شین میں پائی جاتی ہے، جیسے مَعَایِشَ میں شین۔

تکریر: حرف کی ایسی حالت اور کیفیت کو کہتے ہیں کہ جب اس کے حرف کو ادا کیا جاتا ہے تو اس وقت زبان میں رعشہ اور کپکپی پیدا ہو جاتی ہے،

جیسے اِرْحَمْھُمَا کی راء، تکریر کے حرف کو مکرّرہ کہتے ہیں۔
یہ صفت فقط راء میں پائی جاتی ہے، مگر مبالغۂ تکریر سے بچنا چاہیئے۔

انحراف: حرف کی ایسی حالت اور کیفیت کو کہتے ہیں کہ جب اس کے حروف کو ادا کیا جاتا ہے تو اس وقت حرفوں کی آواز ایک طرف سے دوسری طرف کو پھر جاتی ہے، جیسے بَحْرٌ کی راء اور قُلْ کا لام، انحراف کے حروف کو منحرفہ کہتے ہیں، حروفِ منحرفہ دُو ہیں، رَا اور لَام۔

استطالہ: حرف کی ایسی حالت اور کیفیت کو کہتے ہیں کہ جب اس کے حرف کو ادا کیا جاتا ہے تو اس وقت حرف کی آواز شروع مخرج سے اخیر مخرج تک بتدریج دراز ہو کر نکلتی ہے، جیسے وَلَا الضَّآلِّيْنَ میں ضاد، استطالہ کے حرف کو مستطیلہ کہتے ہیں، صفت استطالہ فقط ضاد میں پائی جاتی ہے۔

غُنّہ: حرف کی ایسی حالت اور کیفیت کو کہتے ہیں کہ جب اس کے حروف کو ادا کیا جاتا ہے تو اس وقت حرفوں کی آواز خیشوم یعنی ناک کے بانسہ سے نکلتی ہے، جیسے اَنْعَمْتَ، غنّہ فقط نون اور میم کی صفت ہے۔

مَدّ: مد حرف کی ایسی حالت اور کیفیت کو کہتے ہیں کہ جب اس کے حروف کو ادا کیا جاتا ہے تو آواز کو دراز کیا جائے گا، اس درازیٔ صوت کو مدّ کہتے ہیں۔

جن حرفوں میں یہ صفت پائی جاتی ہے ان کو حروفِ مدّہ کہتے ہیں۔
حروفِ مدّہ تین ہیں الف، واؤ اور یاء۔ الف ہمیشہ ساکن اور ما قبل اسکے فتحہ ہوتا ہے اس لئے وہ مدّہ ہی ہوتا ہے۔ جیسے قَالَ اور واؤ اور یاء

اس وقت مدّہ کہلاتے ہیں جب کہ واو ساکن کے ما قبل ضمّہ ہو، جیسے یَقُوْلُ اور یار ساکن کے ما قبل کسرہ ہو جیسے قِیْلَ۔

حروفِ مدّہ میں درازئ صوت کم از کم دو حرکت ضروری ہے اس کے بغیر حرف کی ذات باقی نہیں رہتی اسی وجہ سے اس کو مدِّ ذاتی، مدِّ طبعی اور مدّ اصلی بھی کہتے ہیں۔

لین: حرف کی ایسی حالت اور کیفیت کو کہتے ہیں کہ جب اس کے حروف کو ادا کیا جاتا ہے تو اس وقت ان حرفوں کو ایسی نرمی سے ادا کیا جائے کہ اگر اُس میں مد کرنا چاہیں تو مد کر سکیں، جن حرفوں میں یہ صفت پائی جاتی ہے ان کو حروف لینیہ کہتے ہیں، حروفِ لینیّہ دُو ہیں، واؔو اور یاؔ جب کہ ساکن ہوں اور ماقبل فتحہ ہو جیسے اَوْحَیْنَآ اِلَیْکَ۔

تنبیہ مدّ در اصل الف کی صفت ہے جو اس میں ذاتی اور لازمی طور پر پائی جاتی ہے اور اس سے کبھی جدا نہیں ہوتی، برخلاف واؔو اور یاؔر کے کہ ان دونوں میں مدّ کی صفت اس وقت پائی جاتی ہے جب کہ واو ساکن ما قبل ضمّہ اور یا ساکن ما قبل کسرہ ہو، اور جب یہ دونوں حرف ساکن ہوں اور ماقبل فتحہ ہو تو اس وقت ان میں لِین کی صفت ادا کی جاتی ہے، اسلئے مناسب تھا کہ واو اور یاء کے واسطے ان دونوں صفتوں کو صفاتِ عارضہ کے ضمن میں بیان کیا جاتا، مگر یہاں لازمہ کے ذیل میں واؔو اور یاؔ کے لئے صفتِ مدّ کو اس لئے بیان کیا گیا کہ بحالتِ مدّیت ان دونوں حرفوں میں بھی بقدر ایک الف مد کرنا لازم ہو جاتا ہے، ورنہ ذاتِ حرف باقی نہیں رہ سکتی۔

اور لین کو اس لیئے بیان کیا گیا کہ لینیت کی حالت میں جب انمیں مد کرنا چاہیں گے تو صفتِ لین کے ادا کیئے بغیر مد نہیں کر سکتے۔ واللہ اعلم

صفاتِ عارضہ کا بیان

جو صفت حرف میں کبھی پائی جائے اور کبھی نہ پائی جائے اس کو صفتِ عارضہ کہتے ہیں، صفاتِ عارضہ حفصؒ کی روایت میں بائیس ہیں مگر یہاں بغرضِ اختصار فقط چودہ ہی بیان کیئے جاتے ہیں۔

حرکت[۱]، سکون[۲]، تشدید[۳]، امالہ[۴]، تفخیم[۵]، ترقیق[۶]، سکتہ[۷]، اظہار[۸]، ادغام[۹] اقلاب[۱۰]، اخفاء[۱۱]، غنہ[۱۲] فرعی، مدِ فرعی[۱۳]، مدِ لین[۱۴]۔

① حرکت کا بیان

کسی بھی لفظ کو پڑھنے کے لیئے حرکت کی ضرورت پڑتی ہے حرکت کے بغیر کوئی لفظ ادا نہیں ہو سکتا، حرکت اس زائد آواز کو کہتے ہیں جو حرف پر بالقصد نکالی جاتی ہے۔

حرکت کی قسمیں

حرکت کی تین قسمیں ہیں، زبر، زیر اور پیش جیسے جُعِلَ زبر کو عربی زبان میں فتحہ، زیر کو کسرہ اور پیش کو ضمّہ کہتے ہیں۔ جس حرف کو حرکت ہو اس کو حرفِ متحرک کہتے ہیں۔

حرکتِ معروفہ اور حرکتِ مجہولہ

ضمہّ اور کسرہ عربی زبان میں معروف پڑھے جاتے ہیں، مجہول پڑھنا درست نہیں، البتہ اردو اور فارسی زبان میں یہ دونوں مجہول بھی پڑھے جاتے ہیں، ضمۂ معروفہ اور کسرۂ معروفہ صحیح ادا ہونے کی علامت یہ ہے کہ ضمہّ اور کسرہ جب معروف ادا ہوتے ہیں تو اس وقت ضمہ اور کسرہ کی آواز باریک نکلتی ہے، مگر یہ آواز کسی استاذ سے سُنے بغیر صحیح نہیں ہو سکتی۔

۲ سُکون کا بیان

چند حرفوں کو ملانے اور مرکب کرنے کے لئے سکون کی ضرورت بھی پڑتی ہے سکون کے بغیر حرف کو ملانا دشوار ہے۔

سکون کے معنیٰ ہیں حرف کو اس طرح پڑھنا کہ حرکات ثلاثہ سے خالی ہو اور آواز رُک جائے یعنی حرف کی آواز ختم ہونے کے بعد کسی طرح کی آواز نہ پیدا کی جائے جیسے یَنْعِقُ، یَظْلِمُ، یُصْدِرُ وغیرہ۔
جس حرف پر کوئی حرکت نہ ہو اس کو حرف ساکن کہتے ہیں۔

③ تشدید کا بیان

حرفوں کو مرکّب کرنے اور ملانے کیلیئے کبھی تشدید کی بھی ضرورت پڑتی ہے، دو ہم مثل حرفوں کو باہم خلط کر کے ایک ہی عمل سے اس طرح پڑھنے کو تشدید کہتے ہیں کہ پہلا حرف ساکن اور دوسرا متحرک پڑھا جائے جیسے عَمَّ، مِمَّ۔

جو حرف تشدید کے ساتھ پڑھا جائے اس کو حرف مشدد کہتے ہیں۔

④ امالہ کا بیان

ایک چیز کو دوسری چیز کی طرف جُھکانے اور مائل کرنے کو امالہ کہتے ہیں، مجوّدین زبر کو زیر کی طرف اور الف کو یاء کی طرف مائل کر کے پڑھنے کو امالہ کہتے ہیں، اس امالہ کا نام امالہ کبریٰ ہے، سیّدنا حفصؒ کی روایت میں امالہ کبریٰ فقط لفظ مَجْرِىٰهَا کی رَا رَ کے زبر میں اور رار کے بعد والے الف میں ہوتا ہے، امالہ کُبریٰ کی آواز قطرے، سویرے اور ہمارے کی طرح ہوتی ہے، امالہ کی ایک قسم اور ہے جس کو امالہ صغریٰ کہتے ہیں، مگر چونکہ حفصؒ کی روایت میں امالہ صغریٰ نہیں ہوتا اس لیئے اسے یہاں بیان نہیں کیا گیا۔

⑤ تفخیم اور ترقیق کا بیان

حرف کو پُر یعنی موٹا اور منہ بھری آواز سے پڑھنے کو تفخیم اور باریک یعنی منہ بھری آواز سے نہ پڑھنے کو ترقیق کہتے ہیں۔

حروفِ مستعلیہ ہمیشہ ہر حال میں پُر پڑھے جاتے ہیں، حروفِ مستعلیہ سات ہیں جو خُصَّ ضَغْطٍ قِظْ میں جمع ہیں۔

حروفِ مستعلیہ کے علاوہ باقی سب حروف مستفلہ ہیں، حروفِ مستفلہ ہمیشہ ہر حال میں باریک پڑھے جاتے ہیں مگر الف، اللہ کا لام، اور را ر کبھی پُر اور کبھی باریک پڑھے جاتے ہیں۔

الف کے پُر اور باریک ہونیکا قاعدہ

الف سے پہلے پُر حرف ہو تو الف بھی پُر ہوگا اور الف سے پہلے باریک حرف ہو تو الف بھی باریک ہوگا۔

الف کے پُر ہونے کی مثال قَالَ۔ طَالَ الف کے باریک ہونے کی مثال مَالَ وَبَالَ۔

اللہ کے لام کے پُر اور باریک ہونیکا قاعدہ

اللہ کے لام سے پہلے زبر اور پیش ہو تو اللہ کا لام پُر ہوگا، جیسے يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ، رَفَعَهُ اللّٰهُ۔ اور زیر ہو تو اللہ کا لام باریک ہوگا جیسے بِسْمِ اللّٰهِ، فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ۔

رآء کے پُر اور باریک ہونیکا قاعدہ

رآء ہر حال میں پُر ہی پڑھی جاتی ہے، مگر چار حالتوں میں باریک پڑھی جائیگی۔

(۱) رآء مکسورہ خواہ مخففہ ہو یا مشددہ یا مرامہ جیسے رِجَالٌ بِالبِرِّ وَالفَجرِ وغیرہ یا ممالہ ہو جیسے مَجرٖىهَا۔

(۲) رآء ساکن کے ماقبل کسرہ اصلیہ متصلہ ہو اور مابعد مستعلیہ کا کوئی حرف اسی کلمہ میں نہ ہو جیسے فِرعَونَ فِي مِريَةٍ وغیرہ۔

(۳) رآء ساکن کے ماقبل یاء ساکن ہو جیسے قَدِيرٌ خَبِيرٌ وغیرہ۔

(۴) رآء ساکن ساکن ماقبل مکسور جیسے حِجرٍ اور ذِي الذِّكرِ وغیرہ باقی حالات میں پُر پڑھی جائیگی۔ ✽

(۷) سکتہ کا بیان

سانس توڑے بغیر تھوڑی دیر کے لئے آواز روک لینے کو سکتہ کہتے ہیں، سکتہ کا زمانہ وقف سے کم ہوتا ہے۔

حفصؒ کی روایت میں بطریقِ شاطبیؒ فقط چار لفظوں میں سکتہ ہوتا ہے، سورۂ کہف کے لفظ عِوَجًا کے الف پر، سورۂ یٰسٓ کے لفظ مَرقَدِنَا کے الف پر، سورۂ قیامہ کے لفظ مَن رَاقٍ کے نون پر، اور سورۂ مطففین کے لفظ بَل رَانَ کے لام پر، ان چاروں لفظوں میں وصلاً سکتہ واجب ہے، اور جب وقف کردیا جائے گا تو سکتہ کا

✽ تنبیہ:۔ اخیر کی دو صورتیں وقفاً پائی جاتی ہیں۔

وجوب ساقط ہو جائے گا۔

سکتہ کی صحیح ادا اُستاذ سے سُن کر ہی حاصل ہو سکتی ہے۔

⑧ اظہار کا بیان

حرف کو اپنے مخرج اور جملہ صفاتِ لازمہ کے ساتھ بلا کسی تغیّر کے ادا کرنے کو اظہار کہتے ہیں، ہر حرف میں اصلاً اظہار ہی ہونا چاہیئے، مگر جب اظہار کرنے میں ثقل اور دشواری ہوتی ہے تو حسب روایت کہیں ادغام، کہیں اقلاب اور کہیں اخفار کیا جاتا ہے، تاکہ لفظوں کا پڑھنا سہل اور آسان ہو جائے۔

یہاں پر یہ بات بھی ذہن نشین کر لینی چاہیئے کہ اظہار کا اطلاق ادغام، اقلاب اور اخفار ہی کے مقابلے میں ہوتا ہے۔

اظہار کی قسمیں

اظہار کی چار قسمیں ہیں: ① اظہارِ حلقی ② اظہارِ شفوی ③ اظہارِ قمری ④ اور اظہارِ مطلق۔

اظہارِ حلقی: نون ساکن اور تنوین کے بعد حروف حلقی میں سے کوئی حرف آئے تو نون ساکن اور تنوین کا ہر جگہ اظہار ہوگا، اس اظہار کو اظہارِ حلقی کہتے ہیں۔

حروفِ حلقی چھ ہیں: ہمزہ، ہاء، عین، حاء، غین، خاء۔

اظہارِ حلقی کی مثال جیسے اَنْعَمْتَ ، عَذَابٌ اَلِيْمٌ وغیرہ ۔

فائدہ: تنوین مستقل کوئی حرف نہیں ہے، بلکہ اداءً نون ساکن ہی ہے اس کے متعلق مزید تفصیل آگے آرہی ہے۔

اظہارِ شفوی: میم ساکن کے بعد اگر با اور میم کے علاوہ کوئی حرف آئے تو میم ساکن کا ہر جگہ اظہار ہوگا، اس اظہار کو اظہارِ شفوی کہیں گے۔

اظہارِ شفوی کی مثال جیسے عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ، كَيْدَهُمْ فِيْ تَضْلِيْلٍ وغیرہ۔

اظہارِ قمری: لامِ تعریف یعنی اَلْ کے بعد اگر حروفِ قمریہ میں سے کوئی حرف آئے تو لامِ تعریف کا ہر جگہ اظہار ہوگا، اس اظہار کو اظہارِ قمری کہیں گے۔

حروفِ قمریہ چودہ ہیں جو اِبْغِ حَجَّكَ وَخَفْ عَقِيْمَه میں جمع ہیں۔ اظہارِ قمری کی مثال اَلْقَمَرُ۔ اَلْجُوْدُ، اَلْبُخْلُ۔ وغیرہ۔

اظہارِ مطلق: نون ساکن۔ میم ساکن۔ تنوین اور لامِ تعریف کے علاوہ جب کسی حرف کا اظہار ہو تو اس کو اظہارِ مطلق کہیں گے۔

یہ اظہار اس جگہ کیا جائے گا جہاں کہیں اظہارِ حلقی، اظہارِ شفوی اور اظہارِ قمری کا قاعدہ نہ پایا جاتے۔

⑨ ادغام کا بیان

ایک حرف کو دوسرے حرف میں خلط کر کے مثل مشدد کے پڑھنے کو ادغام کہتے ہیں جیسے اَمْ مَّنْ وغیرہ۔

جس حرف کا ادغام ہوتا ہے اس کو مدغم اور جس حرف میں ادغام کیا جاتا ہے اس کو مدغم فیہ کہتے ہیں۔

ادغام کی قسمیں اور اُن کی تعریفات

① اگر مدغم اور مدغم فیہ ہم مثل حرف ہو تو اس کو ادغامِ مثلین کہتے ہیں۔ جیسے اِذْذَّهَبَ ، قَدْدَّخَلُوْا وغیرہ۔

② اگر مدغم اور مدغم فیہ دونوں مختلف حرف ہوں اور دونوں کا مخرج ایک ہو تو اس کو ادغام متجانسین کہتے ہیں، جیسے قَدْتَّبَيَّنَ، اِذْظَّلَمُوْا وغیرہ۔

③ اگر مدغم اور مدغم فیہ نہ مثلین ہوں اور نہ متجانسین تو اس کو ادغام متقاربین کہیں گے جیسے اَلَمْ نَخْلُقْكُّمْ، مَنْ يَّقُوْلُ، مِنْ وَّالٍ قُلْ رَّبِّ وغیرہ۔

ادغامِ مثلین کے قواعد

مثلین کا پہلا حرف جب ساکن ہو اور دوسرا حرف متحرک ہو تو

حرف ساکن کا حرف متحرک میں ہر جگہ ادغام ہوگا جیسے فَمَارَبِحَتْ تِّجَارَتُهُمْ
يُوَجِّهْهُّ، قَدْ دَّخَلُوْا وغیرہ، مگر مدہ کا ادغام کہیں نہیں ہوگا۔

ادُغام متجانسین کے قواعد

متجانسین کا پہلا حرف جب ساکن ہو اور دوسرا حرف متحرک ہو تو
حرف ساکن کا حرفِ متحرک میں ادغام کیا جائے گا، جن حرفوں کا ادغام
متجانسین ہوتا ہے، ایسے حروف چھ ہیں، باء، تاء، ثاء، دال، ذال،
طاء اور ان کے مدغم فیہ یہ ہیں۔ باء کا ادغام میم میں فقط ایک جگہ
ہوگا اِرْكَبْ مَّعَنَا یہ لفظ سورہ ہود آیت ۴۲ میں پایا جاتا ہے۔
تاء کا ادغام دال میں اور طاء میں ہر جگہ ہوگا۔ جیسے وَقَالَتْ طَّائِفَةٌ
اُجِيبَتْ دَّعْوَتُكُمَا۔
ثاء کا ادغام ذال میں فقط ایک جگہ، سورہ اعراف آیت ۱۷۶ کے
يَلْهَثْ ذّٰلِكَ میں ہوگا۔

دال کا ادغام تاء میں ہر جگہ ہوگا جیسے قَدْ تَّبَيَّنَ وغیرہ
ذال کا ادغام ظاء میں ہر جگہ ہوگا جیسے اِذْ ظَّلَمُوْا وغیرہ
طاء کا ادغام تاء میں ہر جگہ ہوگا جیسے بَسَطْتَّ وغیرہ۔ مگر
طاء کا ادغام تاء میں ناقص ہوتا ہے یعنی طاء کی صفتِ اطباق باقی رہیگی۔

ادغام متقاربین کے قواعد

متقاربین کا پہلا حرف جب ساکن ہو اور دوسرا حرف متحرک ہو تو حرف ساکن کا متحرک میں ادغام کیا جاتا ہے۔ جن حرفوں کا ادغام متقاربین ہوتا ہے ایسے حروف تین ہیں۔ (۱) قاف (۲) قُلْ اور بَلْ کا لام اور لامِ تعریف۔ (۳) نون ساکن اور تنوین

قاف کے اِدغام کا قاعدہ

سیّدنا حفص کی روایت میں قاف کا ادغام کاف میں فقط ایک جگہ اَلَمْ نَخْلُقْكُّمْ، سورہ مرسلات آیت (۲۰) میں ہوگا۔

قُلْ اور بَلْ کے لام کے اِدغام کا قاعدہ

قُلْ اور بَلْ کے لام کا ادغام را میں ہر جگہ کیا جائے گا۔ مگر بَلْ رَانَ جو سورہ مطففین میں ہے۔ اس میں سکتہ کی وجہ سے ادغام نہیں ہوگا۔

لام تعریف کے ادغام کا قاعدہ

لامِ تعریف کے بعد جب حروفِ شمسیہ میں سے کوئی حرف آئے تو لام تعریف کا ادغام ہوگا جیسے اَلشَّمْسُ، اَلرِّجَالُ، اَلذّٰرِیٰتِ

وغیرہ۔ مگر لام تعریف کا ادغام لام میں مثلین ہوگا۔

حروف شمسیہ چودہ ہیں جن کا مجموعہ ۔ سَتَزِدُ صِلَ نَظْرٍ صَشَطِ شَذٍ ہے۔

نُوْن سَاکِنْ اَوْر تَنْوِیْنْ کے اِدْغَام کا قَاعِدَہْ

نون ساکن اس نون کو کہیں گے جس نون کو کوئی حرکت نہ ہو جیسے۔ عَنْ مَنْ۔ اَنْ وغیرہ۔ تنوین وہ نون ساکن ہے جو کلمہ کے اصل حروف سے زائد ہو اور اسم کے آخر حرف کی حرکت کے بعد لفظاً اور وصلاً پڑھی جائے وقفاً نہ پڑھی جائے۔

تنوین کسی حرف کی شکل میں نہیں لکھی جاتی بلکہ اسکی علامت کیلئے دو زبر دو زیر اور دو پیش لکھتے ہیں البتہ فقط لفظ کَاَیِّنْ میں ہر جگہ بصورت نون مرسوم ہے۔

نون ساکن اور تنوین کے بعد یَرْمَلُوْنَ کے حروف میں سے کوئی حرف آئے تو نون ساکن اور تنوین کا ادغام ہوگا۔ مگر یٰسٓ وَالْقُرْاٰنِ اور نٓ وَالْقَلَمِ میں ادغام نہ ہوگا، بلکہ اظہار ہوگا۔

نون ساکن اور تنوین کا ادغام لام اور راء میں بلاغنہ اور باقی چار حرفوں میں ادغام مع الغنہ ہوگا۔ ادغام مع الغنہ کی مثال مَنْ یَّقُوْلُ، مِنْ وَّالٍ، عَذَابٌ یُّخْزِیْہِ وغیرہ۔ ادغام بلاغنہ کی مثال۔ جیسے مِنْ رَّبِّہِمْ، مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ وغیرہ۔

فائدہ:۔ البتہ تنوین ترنم جو اشعار اور مصرعوں کے آخر میں آتی ہے وہ اسم فعل حرف تینوں پر داخل ہوتی ہے۔

تنبیہ (۱) چار لفظ دُنْیَا، قِنْوَانٌ، صِنْوَانٌ اور بُنْیَانٌ میں ادغام نہیں ہوگا، بلکہ اظہار ہوگا۔

تنبیہ (۲) نون ساکن اور تنوین کا ادغام حروف یَرْمَلُوْنَ کے نون میں مثلین ہوگا، بقیہ پانچ حرفوں میں متقاربین ہوگا۔

(۱۰) اقلاب کا بیان

نون ساکن اور تنوین کو میم ساکن سے بدل کر پڑھنے کو اقلاب کہتے ہیں۔

نون ساکن اور تنوین کے بعد بار آئے تو نون ساکن اور تنوین کو میم ساکن سے بدل کر اخفاء مع الغنّہ کریں گے، جیسے مِنْ بَعْدِہٖ، سَمِیْعٌ بَصِیْرٌ وغیرہ۔

(۱۱) اخفاء کا بیان

جس حرف میں اخفاء کیا جاتا ہے اس کو حرفِ مُخفٰی کہیں گے۔ اخفاء نون ساکن، تنوین اور میم ساکن میں کیا جاتا ہے۔

اخفاء کی تعریف

حرفِ مُخفٰی کو اظہار اور ادغام کی درمیانی حالت سے پڑھنے کو اخفاء کہتے ہیں۔ درمیانی حالت سے ادا کرنے کا مطلب یہ ہے کہ حرفِ مُخفٰی اپنے

مخرج سے کامل طور پر ادا نہ ہو بلکہ ضعیف ادا ہو۔
اخفار کی صحیح ادا کسی کہنہ مشق استاذ سے سُن کر حاصل ہو سکتی ہے
تاہم اس کی وضاحت آگے آ رہی ہے۔

نون سَاکن اَوْر تنوینْ کے اِخفار کا قاعدہ

نون ساکن اور تنوین کے بعد حروفِ حلقی یَرْمَلُوْنَ اور بآر کے
علاوہ کوئی حرف آئے تو نون ساکن اور تنوین میں اخفار مع الغنہ ہوگا۔
جب نون ساکن اور تنوین میں اخفار کیا جائے گا تو اس وقت کنارۂ
زبان مسوڑھوں سے بہت تھوڑا اور نرمی سے ملائیں گے، جیسے
یُنْفِقُوْنَ ، اَنْفُسَکُمْ ، رِزْقًا قَالُوْا وغیرہ۔

میمْ سَاکنْ کے اخفار کا قاعدہ

میم ساکن کے بعد اگر بآر آئے تو میم ساکن میں اخفار مع الغنہ
ہوگا۔ میم ساکن میں جب اخفار کیا جائے گا تو اس وقت ہونٹوں کی
خشکی کا حصہ آپس میں بہت تھوڑا اور نرمی سے ملے گا۔ خواہ میم اصلیہ
ہو یا مقلوبہ جیسے یَعْتَصِمْ بِاللّٰہِ ۔مِنْ بَعْدِ وغیرہ۔
جو میم نون ساکن اور تنوین سے بدل کر آئے اس کو میم مقلوبہ کہتے ہیں۔

⑫ غنّہ فرعی کا بیان

صفات لازمہ غیر متضادّہ کی ساتویں صفت میں بیان کیا جاچکا ہے کہ غنہ خیشوم سے نکلنے والی آواز کو کہتے ہیں، مگر یہاں پر ایک بات اور جاننی چاہیئے کہ غنّہ کی آواز کبھی توخیشوم سے بلا تاخیر نکلتی ہے بلکہ محض گزرجاتی ہے اور کبھی تاخیر سے یعنی رُک کر نکلتی ہے۔ جب غنّہ کی آواز بلا تاخیر نکلے تو اس کو صفت غنّہ کہتے ہیں جو ہر میم اور نون کے لیئے لازم ہے، اور جب غنہ والی آواز تاخیر سے نکلے تو اس کو غنہ فرعی اور حرفِ غنہ کہا جائے گا۔

غنّہ فرعی نون میم مشدّد میں ادا کیا جاتا ہے۔ یا جب نون اور میم میں اخفاء کیا جائے گا۔ اسی طرح جب نون ساکن اور تنوین کا یَمْنُوْ کے کسی حرف میں ادغام کیا جائے یا میم ساکن میم میں مدغم ہو توان تمام صورتوں میں جو غنّہ ہوگا وہ غنہ فرعی کہلائے گا۔

غنہ فرعی کا زمانہ بقدر ایک الف ہوتا ہے ان حالات میں اس سے کم غنہ کرنا درست نہیں۔

⑬ مدِّ فرعی کا بیان

صفاتِ لازمہ غیر متضادہ کی آٹھویں صفت میں یہ بحث گزر چکی ہے کہ درازیٔ صوت کو مد کہتے ہیں اور یہ درازیٔ صوت حروفِ مدّہ الف ،

واو اور یا ر میں ہوتی ہے ، اب اگر حرفِ مد کے بعد کوئی ساکن حرف یا ہمزہ نہ ہو تو اس کو مدِّ اصلی کہتے ہیں جیسے نُوْحِیْھَا۔

مدِّ اصلی میں صرف بقدر دو حرکت مد کیا جائے گا ، اور اگر حرفِ مد کے بعد ہمزہ یا سکون ہے تو اس کو مدِّ فرعی کہیں گے۔

مدِّ فرعی میں دو حرکت سے زیادہ مد کیا جاتا ہے۔ مدِّ فرعی کی تفصیل آگے آرہی ہے۔ مدِّ فرعی کی چار قسمیں ہیں۔ مد متصل ، مدِّ منفصل ، مد لازم ، اور مد عارض۔

حرفِ مد کے بعد اگر ہمزہ اسی کلمہ میں ہو تو اس کو مدِّ متصل اور مد واجب کہتے ہیں جیسے جَآءَ ، جِایْٓءَ ، سُوْٓءَ وغیرہ۔

مدِّ متصل میں فقط توسط ہوگا اور توسط کی مقدار چھ یا چار حرکت ادا کی جائے گی۔

حرفِ مد کے بعد اگر ہمزہ دوسرے کلمہ میں ہو تو اس کو مدِّ منفصل اور مدِّ جائز کہتے ہیں۔ جیسے قَالُوْٓا اٰمَنَّا ، فِیْٓ اَنْفُسِکُمْ ، بِمَآ اُنْزِلَ وغیرہ۔

مدِّ منفصل میں فقط توسّط ہوگا اور توسط کی مقدار چار حرکت ادا کی جائیگی۔

حرفِ مد کے بعد اگر سکونِ اصلی ہو تو اس کو مدِّ لازم کہتے ہیں جیسے وَلَا الضَّآلِّیْنَ ، الٓـمّٓ۔

سکونِ لازم اُسے کہتے ہیں ، جو سکون وقف اور وصل دونوں حالتوں میں باقی رہے۔ مدِّ لازم میں فقط طول ہوگا اور طول کی مقدار چھ حرکت ادا کی جائے گی۔

حرفِ مد کے بعد اگر سکون عارضی وقفی ہو تو اس کو مدِّ عارض وقفی کہتے ہیں

جیسے تَعْمَلُوْنَ، تُکَذِّبَانِ، ھُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَ۔ وغیرہ۔

مدِّعارض وقفی میں طول، توسُّط، قصر تینوں وجہیں جائز ہیں، طول کی مقدار چھ حرکت، توسّط کی مقدار چار حرکت اور قصر کی مقدار دو حرکت ادا کی جائے گی۔

⑭ مدِّلین کا بیان

واوِ لین اور یائے لین کے بعد اگر سکون ہو تو اس کو مدلین کہتے ہیں۔

مدّلین کی دو قسمیں ہیں: مدلین لازم اور مدلین عارض۔

حرفِ لین کے بعد سکونِ اصلی ہو تو اس کو مدلین لازم کہیں گے اور اگر ایسا سکون ہو کہ فقط وقف میں پایا جائے تو اس کو مدّلین عارض کہتے ہیں۔

مدِّلین لازم کی مثال جیسے کٓھٰیٰعٓصٓ میں عین اور حٰمٓ عٓسٓقٓ میں عین۔ حفصؒ کی روایت میں مدلین لازم کی یہی دو مثالیں پائی جاتی ہیں۔ مدلین عارض کی مثال جیسے وَالصَّیْفِ اور خَوْفٍ وغیرہ۔

مدّلین لازم میں طول اور توسط ہوگا مگر طول بہتر ہے، طول کی مقدار چھ حرکت پڑھی جاسکتی ہے، اور توسط کی مقدار چار حرکت اختیار کی جائے۔

مدلین عارض میں تین وجہ ہے۔ قصر، توسّط اور طول مگر قصر بہتر ہے۔ پھر توسط، پھر طول، قصر کی مقدار ایک الف سے کم اور توسط وطول کی مقدار وہی ادا کی جائے گی جو لین لازم میں ادا کی جاتی ہے۔

واولین اوریائے لین کے بعد اگر کسی قسم کا سکون نہ پایا جائے تو اس میں مد بالکل نہیں ہوگا بلکہ قصر ہوگا اور قصر کی مقدار ایک الف سے کم ہوگی۔

یہاں پر ایک بات ذہن نشیں کرلینی چاہیئے کہ حروفِ مدّہ میں قصر کی مقدار ایک الف ہوتی ہے، لیکن واو اوریائے لین میں قصر کی مقدار ایک الف نہیں ہوتی بلکہ ایک الف سے کم ہوتی ہے، کیوں کہ حروفِ مدّہ کی ذات اور طبیعت ہی میں مد ہے اور لین کی طبیعت میں مد نہیں۔

حروفِ مقطّعات میں مدّ اور قصر کا قاعدہ

حروفِ مقطعات کے جن حرفوں کے تلفظ میں حرفِ مد نہ ہو اسمیں مد بالکل نہیں ہوگا، ایسا حرف فقط الف ہے کہ اس کے تلفظ میں حرفِ مد نہیں پایا جاتا اور جن کے تلفظ میں حرفِ مد ہو مگر حرفِ مد کے بعد سکون نہ ہو تو اس میں فقط قصر ہوگا، ایسے حروف پانچ ہیں۔ راء، ہاء، یاء، طاء حاء۔ اور جن حرفوں کے تلفظ میں حرفِ مد کے بعد سکون ہو تو اس میں فقط طول ہوگا، ایسے حروفِ مقطعات سات ہیں۔ لام، میم، صاد کاف، سین، قاف، نون۔

اگر مقطعات کے تلفظ میں حرفِ لین ہو اور اس کے بعد سکون ہو تو اس میں طول اور توسّط ہوگا جیسے عینِ مریم اور عینِ شوریٰ۔

حروفِ مقطعات میں

مد اور قصر کے سابقہ قواعد کی تفصیلات

① الٓمّٓ کے الف میں مد بالکل نہیں ہوگا اور لام، میم میں طول ہوگا۔

② الٓمّٓصٓ کے الف میں مد بالکل نہیں ہوگا۔ اور لام، میم، صاد میں طول ہوگا۔

③ الٓرٰ کے الف میں مد بالکل نہیں ہوگا اور لام، میں طول اور را، میں قصر ہوگا۔

④ الٓمّٓرٰ کے الف میں مد بالکل نہیں ہوگا اور لام، میم میں طول اور را، میں قصر ہوگا۔

⑤ کٓھٰیٰعٓصٓ کے کاف میں طول، ہا، اور یا، میں قصر اور عین میں طول، توسط (البتہ طول اولیٰ ہے) اور صاد میں فقط طول ہوگا۔

⑥ طٰہٰ کی طا، اور ہا، میں قصر ہوگا۔

⑦ طٰسٓمّٓ کی طا، میں قصر سین اور میم میں طول ہوگا۔

⑧ طٰسٓ کی طا، میں قصر اور سین میں طول ہوگا۔

⑨ یٰسٓ کی یا، میں قصر اور سین میں طول ہوگا۔

⑩ حٰمٓ کی حا، میں قصر اور میم میں طول ہوگا۔

⑪ حٰمٓ عٓسٓقٓ کی حا، میں قصر میم میں طول عین میں طول توسط (مگر طول افضل ہے) سین اور قاف میں فقط طول ہوگا۔

تنبیہ عینِ مریم (کٓھٰیٰعٓصٓ) اور عین وسین شوریٰ (حٰمٓ عٓسٓقٓ) میں اخفار مع الغنّہ ہر حال میں کیا جائے گا، اور یہ غنہ کششِ مد کے بعد ہوگا۔

فائدہ حروفِ مقطعات کے جن حرفوں میں طول اور توسّط کا قاعدہ بیان کیا گیا اُن میں طول اور توسّط کی مقدار وہی ادا کیجائیگی جو ما سبق میں گزری۔

وقف کا بیان اور اُس کی تعریف

کلمۂ غیر موصول کے اخیر حرف پر سانس توڑ کر اتنی دیر تک قرارت سے رُکنے اور ٹھہرنے کو وقف کہتے ہیں جتنی دیر میں عادتاً سانس لی جا سکے بشرطیکہ آگے پڑھنے کا ارادہ ہو۔

کیفیّاتِ وقف

جس حرف پر وقف کیا جائے اگر وہ پہلے ہی سے ساکن ہو تو اُسپر محض سانس توڑ دیا جائے گا جیسے فَلَا تَقْهَرْ۔

اور متحرک ہو تو اس کو ساکن کیا جائے گا جیسے الْعٰلَمِيْنَ، الرَّحِيْمِ، نَسْتَعِيْنُ۔

اور دو زبر کی تنوین کو الف سے اور گول ۃ کو ہا ر سے بدل کر پڑھیں گے جیسے عَمَلًا صَالِحًا، كَلِمَةً طَيِّبَةً۔

اور زیر اور پیش کی تنوین حذف ہو جائے گی، جیسے شَیْءٍ، قَدِيْرٌ۔

محلِّ وَقف کی تعریف اور اُس کی قسمیں

جس جگہ وقف ہوسکتا ہے اس کو محلِّ وقف کہتے ہیں۔

جملہ کے پورا ہونے اور نہ ہونے کے اعتبار سے محلِّ وقف کی چار قسمیں ہیں:
محلِّ تام[۱]، محلِّ کافی[۲]، محلِّ حسن[۳]، محلِّ قبیح[۴]

① **محلِّ تام** : اگر ایسے کلمہ پر وقف کیا گیا ہو جہاں جملہ پورا ہو جائے اور کلمۂ موقوفہ کے مابعد کو ماقبل سے لفظاً اور معنیً کسی طرح کا تعلق نہ ہو تو اس کو محلِّ تام کہتے ہیں جیسے هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ پر وقف کرنا۔ محلّ تام پر وقف کرنے کو وقفِ تام کہیں گے۔

② **محلِّ کافی** : اگر ایسے کلمے پر وقف کیا گیا ہو جہاں جملہ پورا ہو جائے اور کلمۂ موقوفہ کے مابعد کو ماقبل سے معنوی تعلق ہو، لفظی تعلق نہ ہو تو اسکو محلّ کافی کہتے ہیں۔ جیسے هُمْ يُوْقِنُوْنَ پر وقف کرنا۔ محلّ کافی پر وقف کرنے کو وقف کافی کہیں گے۔

③ **محلِّ حسن** : اگر ایسے کلمے پر وقف کیا گیا ہو جہاں جملہ پورا ہو جائے اور کلمۂ موقوفہ کے مابعد کو ماقبل سے لفظی اور معنوی دونوں طرح کا تعلق ہو تو اس کو محلِّ حسن کہیں گے جیسے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ پر وقف کرنا۔
محلِّ حسن پر وقف کرنے کو وقفِ حسن کہیں گے۔

④ **محلِّ قبیح** : اگر ایسے کلمے پر وقف کیا گیا ہو جہاں جملہ پورا نہ ہو

اور کلمۂ موقوفہ کے مابعد کو ماقبل سے ہر قسم کا تعلق ہو تو اس کو محل قبیح کہتے ہیں
جیسے اَلْحَمْدُ پر وقف کرنا محل قبیح پر وقف کرنے کو وقف قبیح کہیں گے۔

محلِ اوقاف کے مَراتِبُ

تمام محل میں محلِّ تام اولیٰ اور اقویٰ ہے۔ اس کے بعد محل کافی
اس کے بعد محل حسن کا مرتبہ ہے اور قبیح سب سے اضعف محل ہے۔

محلِّ اوقاف کے اُحکام

جب محلِّ تام یا محل کافی پر وقف کیا جائے تو دونوں کے بعد والے
کلمہ سے ابتداء کی جائے گی، اعادہ درست نہیں، اور جب محلّ حسن پر وقف
کیا جائے تو اعادہ کیا جائے گا ابتداء صحیح نہیں، بشرطیکہ رؤسِ آیات نہ ہوں
اور محلِّ قبیح پر وقف اختیاری درست نہیں اگر کسی عذر کی وجہ سے
وقف کیا گیا تو اعادہ ہی کیا جائے گا ابتداء جائز نہیں۔

قاری کی ضرورت کے اعتبار سے

وَقف کی تعریف اور اُس کی قسمیں

① جو وقف بلا عذر کیا جائے اس کو وقف اختیاری کہتے ہیں۔

② جو وقف کسی عذر کی وجہ سے کیا جائے مثلاً تنگیٔ سانس یا کھانسی وغیرہ کی وجہ سے۔ تو اس کو وقف اضطراری کہتے ہیں۔

③ جو وقف محلِ وقف یا کیفیّت وقف کو سمجھنے سمجھانے کی غرض سے کیا جائے اس کو وقف اختباری کہتے ہیں

④ جو وقف مختلف روایتوں کو پورا کرنے کی غرض سے کیا جائے اسکو وقف انتظاری کہتے ہیں۔

محل اوقاف کی رعایت سے قرآن مجید کو پڑھنا، تفہیم معنیٰ اور تحسینِ قرارت کا باعث ہے، مگر غیر عربی داں محلِ اوقاف کی معرفت حاصل نہیں کر سکتے اس لیئے اُن کے لیئے سہولت اسی میں ہے کہ وہ قرآن مجید میں لکھے ہوئے علامات وقف ہی پر وقف کریں۔

فوائد متفرّقہ کا بیان

فائدہ -①- علاماتِ وقف اور ان کے مراتب۔

علاماتِ وقف آٹھ ہیں: مٓ، طٓ، جٓ، زٓ، صٓ، قٓ، کٓ، قفٓ۔

لا -علامتِ وقف بھی ہے اور علامتِ وصل بھی، اگر یہ علامتِ وقف کے بعد واقع ہو تو علامتِ وقف، اور علامتِ وصل کے بعد واقع ہو تو علامتِ وصل کہلائے گا۔

○ گول دائرہ آیت کے ختم ہونے کی علامت ہے۔ یہ اگرچہ علامتِ وقف نہیں ہے مگر اس پر وقف کرنا بہتر ہے۔

بعض قرآن مجید کے حاشیوں پر وقف النبی صلی اللہ علیہ وسلم یا وقف مُنَزّل لکھا ہوتا ہے۔ ایسی جگہوں پر وقف کرنا مستحب ہے اور جس جگہ وقفِ غفران لکھا ہوا ہوتا ہے اس جگہ وصل سے وقف بہتر ہے۔

فائدہ ۲ — علاماتِ وصل۔

حتی الامکان علاماتِ وقف ہی پر وقف کرنا چاہیئے اور اگر کسی مجبوری کی وجہ سے ایسی جگہ وقف کرنا پڑ گیا جہاں کوئی علامتِ وقف نہ ہو یا کوئی علامتِ وصل ہو تو دو ایک کلمہ لوٹ کر پڑھنا چاہیئے۔ جس کو اعادہ کہتے ہیں۔

علاماتِ وقف کی طرح علماء نے علاماتِ وصل بھی نقل کیے ہیں اور وہ یہ ہیں لَا، صلے، صَلْ، قِلَا۔

اگر وقف علامتِ وصل لا پر کیا گیا ہے تو اعادہ ہی کیا جائے گا۔ اور اگر صلے یا صَل پر وقف کیا گیا تو اعادہ قوی اور ابتداء ضعیف ہے۔

اور وقف قِلَا پر کریں تو بعض کے نزدیک اعادہ ہوگا اور بعض کے نزدیک ابتداء۔

یہ احکام جو بیان کیے گئے ہیں وسط آیات کے تھے اور اگر یہ علاماتِ وصل اختتامِ آیات پر واقع ہوں تو وقف کرنے کے بعد مابعد سے ابتداء ہی کی جائے گی اعادہ جائز نہیں۔

بعض قرآن مجید کے حاشیہ پر وقف کفران لکھا ہوا ہوتا ہے وہاں

وقف نہیں کرنا چاہیئے۔ بوقتِ مجبوری وقف کے بعد اعادہ ہی ہوگا۔

فائدہ — ③ — قرآن پاک میں کچھ ایسے کلمات ہیں جن کے الفات وصل میں نہیں پڑھے جاتے۔ بلکہ فقط وقف میں پڑھے جاتے ہیں۔

① اَنَا واحد متکلم کی ضمیر کا الف ـــ البتہ وَاَنَا سِیَّ۔ مَنْ اَنَابَ اَلْاَنَامِلَ۔ وَاَنَابُوْا اور لِلْاَنَامِ کا الف ہر حال میں پڑھا جائے گا۔ کیوں کہ یہ ضمیر متکلّم کا الف نہیں ہے۔

② لٰکِنَّاهُوَ اللّٰہ سورۂ کہف میں۔

③ اَلظُّنُوْنَا سورۂ احزاب میں۔

④ اَلرَّسُوْلَا سورۂ احزاب میں۔

⑤ اَلسَّبِيْلَا سورۂ احزاب میں۔

⑥ سَلٰسِلَا سورۂ دہر میں۔

⑦ پہلا قَوَارِيْرَا سورۂ دہر میں۔

لیکن سَلٰسِلَا میں وقفاً اثبات اور حذف دونوں ثابت ہے اور اسی طرح فَخُوْرَاۨ الَّذِيْنَ ، جَمِيْعَاۨ الَّذِيْنَ اور خَيْرَاۨ الَّذِيْنَ جیسے امثال کا وہ الف جو نونِ تنوین سے پہلے لکھا ہوا ہوتا ہے وہ بھی صرف وقف میں پڑھا جاتا ہے، وصل میں نہیں پڑھا جاتا۔

طلبہ کی مزید سہولت کے لئے کلماتِ مذکورہ کو جدول کی صورت میں پیش کیا جاتا ہے۔

لکھنے کی صورت	وصلاً پڑھنے کی صورت	وقفاً پڑھنے کی صورت	مواقع
أَنَا	أَنَ	أَنَا	ہر جگہ
لٰكِنَّا	لٰكِنَّ	لٰكِنَّا	سورۂ کہف آیت ۳۸
الظُّنُوْنَا	الظُّنُوْنَ	الظُّنُوْنَا	سورۂ احزاب آیت ۱۰
الرَّسُوْلَا	الرَّسُوْلَ	الرَّسُوْلَا	سورۂ احزاب آیت ۶۶
السَّبِيْلَا	السَّبِيْلَ	السَّبِيْلَا	سورۂ احزاب آیت ۶۷
سَلٰسِلَاْ	سَلٰسِلَ	سَلٰسِلَا ، سَلٰسِلْ	سورۂ دہر آیت ۴
پہلا قَوَارِيْرَاْ	قَوَارِيْرَ	قَوَارِيْرَا	سورۂ دہر آیت ۱۵

فائدہ ۔② ۔ کلماتِ ذیل کے الفات کسی بھی حال میں نہیں پڑھے جائیں گے۔

لکھنے کی صورت	پڑھنے کی صورت	مواقع
اَوْ يَعْفُوَاْ	اَوْ يَعْفُوَ	سورۂ بقرہ آیت ۲۳۷
مَلَا۟ئِهٖ	مَلَئِهٖ	سورۂ اعراف آیت ۱۰۳
//	//	سورۂ یونس آیت ۷۵
//	//	سورۂ ہود آیت ۹۷
//	//	سورۂ مؤمنون آیت ۴۶
//	//	سورۂ قصص آیت ۳۲
//	//	سورۂ زخرف آیت ۴۶
مَلَا۟ئِهِمْ	مَلَئِهِمْ	سورۂ یونس آیت ۸۳
لَاۡ اِلَى اللّٰهِ	لَاِلَى اللّٰهِ	سورۂ آل عمران آیت ۱۵۸
اَفَا۟ئِنْ مَّاتَ	اَفَئِنْ مَّاتَ	سورۂ آل عمران آیت ۱۴۴
اَفَا۟ئِنْ مِّتَّ	اَفَئِنْ مِّتَّ	سورۂ انبیاء آیت ۳۴

لکھنے کی صورت	پڑھنے کی صورت	مواقع
لَا اِلَی الْجَحِیْمِ	لَاِلَی الْجَحِیْمِ	سورۂ صٰفّٰت آیت ۶۸
وَلَا اَوْضَعُوْا	وَلَاَوْضَعُوْا	سورۂ توبہ آیت ۴۷
لَا اَنْتُمْ	لَاَنْتُمْ	سورۂ حشر آیت ۱۳
لَا اَذْبَحَنَّهٗ	لَاَذْبَحَنَّهٗ	سورۂ نمل آیت ۲۱
ثَمُوْدَاْ	ثَمُوْدَ	سورۂ ہود آیت ۶۸
//	//	سورۂ فرقان آیت ۳۸
//	//	سورۂ عنکبوت آیت ۳۸
//	//	سورۂ نجم آیت ۵۱
مِنْ نَّبَاِی	مِنْ نَّبَئِی	سورۂ انعام آیت ۳۴
لِتَتْلُوَاْ	لِتَتْلُوَ	سورۂ رعد آیت ۳۰
لِشَاْیْءٍ	لِشَیْءٍ	سورۂ کہف آیت ۲۳
اَنْ اَتْلُوَاْ	اَنْ اَتْلُوَ	سورۂ نمل آیت ۹۲
دوسرا قَوَارِیْرَاْ	قَوَارِیْرَ	سورۂ دہر آیت ۱۶
لَنْ نَّدْعُوَاْ	لَنْ نَّدْعُوَ	سورۂ کہف آیت ۱۴
وَجِاْیْٓءَ	وَجِیْٓءَ	سورۂ زمر آیت ۶۹
وَجِاْیْٓءَ	وَجِیْٓءَ	سورۂ فجر آیت ۲۳
لِيَرْبُوَاْ	لِيَرْبُوَ	سورۂ روم آیت ۳۹
لِيَبْلُوَاْ	لِيَبْلُوَ	سورۂ محمد آیت ۴
نَبْلُوَاْ	نَبْلُوَ	سورۂ محمد آیت ۳۱
مِائَةٍ	مِئَةٍ	ہر جگہ
مِائَتَيْنِ	مِئَتَيْنِ	ہر جگہ

فائدہ ⑤ ذیل کے کلمات جو قرآن میں اور طرح لکھے ہیں اور پڑھنے میں اور طرح ہیں۔

يَبْصُطُ	يَبْسُطُ	سورۂ بقرہ آیت ۲۴۵
بَصْطَةً	بَسْطَةً	سورۂ اعراف آیت ۶۹
بِاَيْىدٍ	بِاَيْدٍ	سورۂ ذاریات آیت ۴۷

استعاذہ کا بیان

قرآن مجید پڑھنے سے پہلے شیطان کے شر سے محفوظ رہنے کے لئے اللہ تعالیٰ سے پناہ طلب کرنی چاہیئے اسی کو استعاذہ کہتے ہیں۔
استعاذہ کے الفاظ (اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ) ہیں گو اور طرح سے بھی ثابت ہیں مگر تمام قراء کے نزدیک مختار اور پسندیدہ یہی الفاظ ہیں۔ اگر قراءت کے درمیان کوئی ایسا کلام واقع ہو جو قرآن پاک سے متعلق نہ ہو۔ چاہے کسی کو سلام کا جواب ہی کیوں نہ دیا ہو تو اَعُوْذُ بِاللّٰہِ کو پھر پڑھنا چاہیئے۔

بسملہ کا بیان

بسملہ کے معنیٰ ہیں بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ پڑھنا جب کسی سورۃ کو شروع کیا جائے تو سورۂ براءت کے علاوہ ہر سورۃ کے شروع میں بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ پڑھنا ضروری ہے۔

اگر قراءت وسط سورۃ سے شروع کی جائے تو بِسْمِ اللّٰہِ پڑھنے اور نہ پڑھنے میں اختیار ہے۔ سورۂ توبہ کے شروع میں بِسْمِ اللّٰہِ پڑھنا کسی حال میں بھی منقول نہیں ہے۔ اس لئے جب سورۂ توبہ شروع کی جاوے تو بِسْمِ اللّٰہِ پڑھنا خلافِ روایت ہوگا۔ اور جب وسطِ توبہ سے قراءت کی ابتداء ہو تو بعض قراء کے نزدیک بِسْمِ اللّٰہِ پڑھی جائے گی اور بعض کے نزدیک نہیں پڑھی جائے گی۔ دونوں قول درست ہیں جس پر جی چاہے عمل کرلے۔

اِستعاذہ بسملہ اور آیاتِ قرآنی کے

وصل اور فصل کے احکام

جب قرارت کی ابتدار کسی سورۃ کے شروع سے کرے تو بِسۡمِ اللّٰہِ اور سورۃ کو وصل اور فصل کے اعتبار سے جس طرح چاہے پڑھے۔

اور جب ایک سورۃ کو ختم کر کے دوسری سورۃ شروع کرے تو اس وقت ختم سورۃ کا بِسۡمِ اللّٰہ سے وصل اور بِسۡمِ اللّٰہ پر وقف درست نہیں۔

اور جب قرارت کی ابتدار درمیان سورۃ سے ہو تو کلمہ قرآنی کو فصل کر کے پڑھنا چاہیئے خواہ بِسۡمِ اللّٰہ پڑھی جائے یا نہ پڑھی جائے البتہ بِسۡمِ اللّٰہ نہ پڑھنے کی صورت میں وصل بھی جائز ہے۔ بشرطیکہ باری تعالیٰ کے ناموں میں سے کوئی مبارک نام نہ ہو۔ یا کوئی ایسی ضمیر نہ ہو جو اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹ رہی ہو، یا نبی کریم علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کا اسمِ شریف نہ ہو۔ ہر ایک کی مثال آگے آرہی ہے۔

استعاذہ بسملہ اور کلمۂ قرآنی کے

وصل اور فصل کی تفصیلی صورتیں

① ابتدار قرارت ابتدار سورۃ سے ہو تو وصل اور فصل کی چار صورتیں ہوتی ہیں اور چاروں صورتیں جائز ہیں۔

فصلِ کل، وصلِ کل، فصلِ اوّل وصلِ ثانی، وصلِ اوّل فصلِ ثانی

② ابتدائے سورۃ درمیانِ قرارت میں بھی عقلاً چار صورتیں نکلتی ہیں مگر تین صورتیں جائز ہیں اور ایک صورت غیر جائز ہے۔

فصلِ کل، وصلِ کل، فصل اوّل وصلِ ثانی یہ تینوں صورتیں جائز ہیں اور وصلِ اوّل فصلِ ثانی جائز نہیں

③ ابتدائے قرارت وسط سورۃ سے ہو اور بسملہ بھی پڑھے تو عقلاً چار صورتیں نکلتی ہیں مگر اُن میں سے ① فصلِ کل اور ② وصل اوّل فصلِ ثانی درست ہے۔ اور ③ وصلِ کل اور ④ فصلِ اوّل وصلِ ثانی درست نہیں۔ مگر یہ عقلی چار صورتیں اسوقت ہوں گی جبکہ بسملہ بھی پڑھی جائے اور بسملہ نہ پڑھنے کی صورت میں دو صورتیں نکلتی ہیں۔ ان میں سے فصلِ کل بلا شرط صحیح

اور وصلِ کل اس شرط کے ساتھ صحیح ہوگی کہ شروع میں اللہ تعالیٰ کے مبارک ناموں میں سے کوئی نام نہ ہو جیسے اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ، اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى ، یا کوئی ایسی ضمیر نہ ہو جو باری تعالیٰ کی طرف لوٹتی ہو جیسے هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ، یا حضور پاک علیہ الصلوٰۃ والسّلام کا اسمِ شریف شروع میں نہ ہو جیسے مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ

اعوذ باللہ اور بسم اللہ کے جہراً اور سرّاً

پڑھنے کے احکام

جہر اور سر کی تعریف اتنی آواز سے پڑھنا کہ اپنے سوا دوسرا بھی سُن لے تو اس کو جہر کہتے ہیں ۔ اور اگر دوسرا نہ سُن سکے بلکہ خود ہی سُنے تو اس کو سر کہیں گے ، استعاذہ بالجہر اور بالسّر کے بارے میں چند اقوال ہیں ، لیکن محققین کہتے ہیں کہ قرارت اگر جہری ہو اور غیر نماز میں ہو اور سننے والا بھی موجود ہو اور قرارت بصورتِ دَور نہ ہو تو استعاذہ کا جہر مستحب ہے ورنہ سر بہتر ہے ۔ لیکن دَور کی صورت میں ابتدائِ قرارت ہو تو استعاذہ جہراً کریں گے ۔

کیفیّت قراءت کا بیَان

جس انداز سے قرآن پاک پڑھا جائے اس کو کیفیت قراءت کہتے ہیں۔ قرآنِ مجید کو قواعدِ تجوید کی رعایت کرتے ہوئے تین طرح سے پڑھنا منقول ہے۔ ترتیل، تدویر، حدر۔

خوب ٹھہر ٹھہر کر پڑھنے کو ترتیل اور جلدی جلدی پڑھنے کو حدر کہتے ہیں اور ترتیل اور حدر کی درمیانی حالت سے پڑھنے کو تدویر کہتے ہیں۔

تنبیہ: تینوں ہی کیفیتوں میں تجوید کی رعایت ضروری ہے اس کے خلاف پڑھنا درست نہیں۔

قرآن مجید کو خوش آوازی سے پڑھنے کا بیان

آواز کو مزیّن اور عمدہ کرنے کو خوش آوازی کہتے ہیں۔ خوش آوازی سے قرآنِ کریم پڑھنا عمدہ چیز ہے۔ حدیث شریف میں اس کی ترغیب اور تحسین فرمائی گئی ہے۔ اس لئے کہ حُسنِ صوت کی وجہ سے قرآنِ پاک میں مزید خوشنمائی پیدا ہو جاتی ہے۔

خوش آوازی سے قرآنِ پاک پڑھنے میں اس بات کا ضرور خیال

رہے کہ تجوید کے قواعد کے خلاف نہ ہو۔ ورنہ درست نہیں۔ کیونکہ خوش آوازی سے قرآن مجید پڑھنا مستحسن اور تجوید سے پڑھنا واجب ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی مرضیات کے مطابق قرآن پاک پڑھنے کی توفیق بخشے۔ (آمین)

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَئِمَّةِ دِيْنِهٖ اَجْمَعِيْنَ۔

تَمَّتْ بِالْخَيْرِ

اَلْفَقِيْر

اَحْمَدُ اللّٰہ قاسمی غفرلہٗ وَلِوَالِدَيْهِ وَلِاَسَاتِذَتِهٖ وَلِوَالِدَيْهِمْ

۱۴؍ ذیقعدۃ الحرام سنہ ۱۴۱۳ھ

مطابق ۷؍ مئی سنہ ۱۹۹۳ء شب جمعہ

معہد القرآن الکریم کی دیگر چند اہم مطبوعات

(۱)	مرقاة التجويد
(۲)	مرآة التجويد
(۳)	معلم الصبيان في قواعد تجويد القرآن (الجزء الأول)
(۴)	معلم الصبيان في قواعد تجويد القرآن (الجزء الثاني)
(۵)	تحفة الصبيان في قواعد تجويد القرآن
(۶)	كتاب التلخيص في قواعد التجويد
(۷)	مباديات قراءات
(۸)	تلخيص المعاني في القراءات السبع
(۹)	التحفة المكية في القراءا ت الثلاث
(۱۰)	تحفة النظر في القراءات العشر
(۱۱)	كتاب التكبير
(۱۲)	اسلام میں قرآن مجید کا مقام
(۱۳)	قواعد الصرف (الجزء الأول)
(۱۴)	قواعد الصرف (الجزء الثاني)
(۱۵)	المعاني الجليلة في شرح العقيلة
(۱۶)	شرح أفضل الدرر على عقيلة أتراب القصائد في علم رسم العثماني